عالم اسلام کا نظریاتی دفاع
ارشادات اقبال کی روشنی میں

عمر حیات عاصم سیال
لیکچرار شیخ زاید اسلامک سینٹر جامعہ کراچی

۱) تحقیق واجتہاد کی اہمیت ۲) روحانی بالیدگی کا طریقہ کار ۳) اصلاح تمدن کا لائحہ عمل ۴) عالم اسلامی کی دفاعی حکمت عملی ۵) عالمگیر نظریاتی کشمکس ۶) عالم اسلام کے امکانات

اسلام تمدنی قوت کی حیثیت سے عالم انسانیت کیلئے رہنمائی کا بہترین ذریعہ ہے اس کی ہدایات انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہیں اسلام انسانیت کا مذہب ہے کسی علاقے نسل یا زبان تک محدود نہیں اسلام شرف انسانیت کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔اس میں فراخ دلی اور نرمی کا جذبہ آداب زندگی کے طور پر بنیادی حیثیت رکھتا ہے ہر دوسرے مذہب کو امن کی ضمانت دیتا ہے اسلامی تہذیب کے دور عروج میں یہود ونصاریٰ کا اسلامی اداروں میں ہر شعبہ زندگی کا علم حاصل کرنا فراخ دلی کی عمدہ ترین مثال ہے۔

گزشتہ صدی کے اوائل میں سائنسی ترقی کے ذریعے ظالم سفاک اور استبدادی قوتوں نے جس طرح عالم اسلام کا نقشہ تبدیل کرنے کی کوشش کی ہے وہ احسان فراموشی اور منافقت کا منہ بولتا ثبوت ہے آج تہذیبوں کے تصادم میں قومیں اپنی روایات اور جذبوں کو ناقابل تسخیر بنانے کی کوشش کر رہی ہیں جو ان کا حق ہے محکوم قوموں پر جس طرح غاصب قوموں نے ظلم وستم کئے تاریخ کا حصہ ہیں مسلمانوں نے جذبہ جہاد اور حریت فکر سے تعلق توڑ

لیا ہے جس کے باعث آج مسلمان دنیا کے سب سے زیادہ وسائل اور تعداد کے باوجود مظلوم اور مغلوب ہیں ۔

علامہ اقبال نے دور پر آشوب میں آنکھ کھولی برصغیر میں انگریزوں کی غلامی کو دیکھا محسوس کیا اور اسلامی تہذیب سے تقابل کیا ۔ آپ نے یورپی تہذیب وتمدن کا مطالعہ کرنے کے بعد اس کے اثرات سے مسلمانوں کو آگاہ کیا دور غلامی کے اسباب واقعات اور نتائج سے انھیں باخبر کیا مستقبل کی کامیابی کا راستہ بتایا اقبال نے شہنشاہیت اور استعماریت کے اثرات سے مسلمانوں کو بچانے کی بھرپور کوشش کی آپ نے انگریزی سیاست اور اسلامی سیاست کا بنیادی فرق بتایا ۔ مستقبل کیلئے مسلمانوں کو دین اسلام اور اسلامی تمدن سے وابستہ ہونے کا سبق دیا۔ علامہ اقبال نے حکومت سازی کے انگریزی تصور کو مسترد کرتے ہوئے اس کے جرائم سے مسلمانوں کو آگاہ کی آپ نے فرمایا:

اقوام جہاں میں ہے رقابت تو اسی سے ۔ تسخیر ہے مقصود تجارت تو اسی سے
خالی ہے صداقت سے سیاست تو اسی سے ۔ کمزور کا گھر ہوتا ہے غارت تو اسی سے

علامہ اقبال نے قرآن مجید کو ذریعہ رہنمائی اور نجات قرار دیا اور ایسے تمام مسائل کا حل قرآن مجید میں تلاش کرنے کا مشورہ دیا جو ملت اسلامیہ کو بقا کی ضمانت فراہم کرسکیں اس جذبہ صادق کا اظہار علامہ نے خواجہ عبدالوحید کو ۸/اکتوبر ۱۹۳۴ خط میں کیا۔

علامہ اقبال نے ملت اسلامیہ کے اتحاد کو انسانی روح کی عظمت اور جوہر زندگی قرار دیا مسلمانوں کو یک جہتی اور ہم آہنگی کا درس دیا اور مسلمانوں کے زوال اور تحقیقی جمود کا بڑا سبب باہمی اختلافات کو قرار دیا مسلمانوں کو آنے والے مذہبی رویوں سے آگاہ کیا اور انھیں نظریاتی دفاع کے کمزور ہونے کے خدشات سے آگاہ کیا آپ نے فرمایا۔

"ہمارے ملی اتحاد کا انحصار اس بات پر ہے کہ مذھبی اصولوں پر ہماری گرفت مضبوط ہو جونہی یہ گرفت ڈھیلی پڑی ہم کہیں کہ نہ رہیں گے "(۲)

۱) تحقیق واجتہاد کی اہمیت

علامہ اقبال مجتہد کی حیثیت سے اجتہاد پر زور دیتے ہیں اجتہاد کے ذریعے عالم اسلام میں باہمی تصادم کی بڑی وجہ آپ اجتہاد کے فقدان کو قرار دیتے ہیں جس کے باعث آپس میں مسلک کے مسائل کے وجہ سے مسلمان بٹ گئے آپ عالم اسلام کے جدید مسائل کا حل پیش کرتے ہیں اسی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے آپ ۔۔۔۔مسعود کو ایک خط لکھتے ہیں۔

"اگر مجھے حیات مستعار کی بقیہ گھڑیاں وقف کردینے کا سامان میسر آجائے تو میں سمجھتا ہوں کہ قرآن مجید کے ان نوٹوں سے بہتر میں کوئی پیش کش مسلمانان عالم کو نہیں کرسکتا بہرحال دیدہ باید ہر عمل اللہ تعالی کے قبضہ قدرت میں ہے اگر عالم جدید میں اسلام کی اس خدمت کا شرف میرے لئے مقدر ہو چکا ہے تو اللہ تعالی اس کی تکمیل کیلئے ضروری ذرائع بہم پہنچادے گا "(3)

علامہ اقبال عصری رجحانات ومیلانات پر توجہ دینے کی تاکید کرتے ہیں تاکہ نظریاتی دفاع کو مضبوط سے مضبوط تر بنایا جاسکے آپ اس پر زور دیتے ہیں منصب خلافت کے اعتبار سے مسلمانوں کی ذمہ داریوں کو عام انسانوں کی نسبت زیادہ قرار دیتے ہیں انھیں چاہیے کہ اللہ کی تقدیر اور انسانی تدبیر دونوں سے کام لینے کی صلاحیت پیدا کریں دین سے وابستگی اللہ تعالی کی اطاعت ہے جس سے اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور اس مکافات عمل کی دنیا میں انسان اپنا مقام بنالیتا ہے تدبیر منزل کے طور پر دین اسلام کو اپنانے کی تلقین کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

عقل ہے تیری سپر عشق ہے شمشیر تری ۔ مرے درویش خلافت ہے جہاں گیر تری
ماسوی اللہ کے آگ ہے تکبیر تری ۔ تو مسلمان ہو تو تقدیر ہے تدبیر تری
کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں ۔ یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں (۴)

علامہ اقبال اپنی مجتہدانہ بصیرت اور تحقیق واجتہاد میں صف اول کے فلاسفر ہیں عالم اسلام کے مسائل کے حل کیلئے مسلمانوں کے درمیان اختلافی اور مسلکی مسائل کے حل کیلئے

تدوین فقہ واجتہاد کو خاص اہمیت دیتے ہیں علامہ اقبال پیغمبرانہ فکر اور مستقل مزاجی پر زور دیتے ہیں مسلمانوں میں دوراندیشی اور عصری ضروریات کا شعور پیدا کرنا چاہتے ہیں آپ کی اس سوچ کے بارے میں بیدار ملک لکھتے ہیں۔

"علامہ اقبال کو جس چیز نے حکیم الامت اور مفکر اسلام بنایا وہ ان کی مجتہدانہ صیرت ہے اور ان کے مصلحانہ افکار اور انقلابی خیالات ونظریات عالم اسلام کی یہ خوش قسمتی کی علامت ہیں اس دور میں جب کہ اس میں زندگی ازسرنو کروٹ لے رہی ہے قدرت نے اقبال جیسا دور اندیش مفکر اور دانائے راز پیدا کر کے روشنی کا ایک ایسا مینار فراہم کیا ہے جو متلا شیان حق کیلئے بہت بڑا سہارا ثابت ہوگا انہوں نے جہاں اپنی آتش بیانی سے ملت اسلامیہ کی عروق مردہ میں خون حیات دوڑایا ہے وہاں پیغمبرانہ سنجیدگی فکر کے ساتھ مستقبل کیلئے ایک ہمہ گیر لائحہ عمل پیش کیا ہے" (۵)

علامہ اقبال نے مطالعے اور مشاہدے کے ذریعے جن اسباب زوال امت کا ذکر کیا وہ نتائج کے اعتبار سے نہایت قابل توجہ ہیں آپ کی عمر کا ایک عرصہ دین اسلام کو سمجھنے میں صرف ہوا۔ اسلام مخالف قوتوں کا مطالعہ اور تجزیہ دین سے وابستگی اور نفاذ اسلام کے سلسلے میں آپ کی بہترین کوششیں ہیں آپ نے دین اسلام کے عملی نفاذ اور احیاء اسلام کی جانب بے مثال پیش رفت کی ہے آپ کی تمام تحریروں میں اسلامی نظریہ حیات کو بحیثیت نظام تمدن کے مکمل نظام زندگی کے طور پر پیش کیا گیا ہے آپ نے اسلامی نظام کے ہر شعبے میں ایمانی قوت کا ثبوت دیتے ہوئے تدوین فقہ واجتہاد سے متعلق بنیادی معلومات فراہم کیں آپ احیائے اسلام کے سلسلے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"میں نے اپنی زندگی کا بہترین حصہ اسلام اور شریعت اس کی سیاست مدن اس کی ثقافت اس کی تاریخ اور اس کی ادبیات کے مطالعہ میں صرف کیا ہے میرا خیال ہے کہ اس روح اسلامی کے ساتھ مستقل وابستگی نے مجھے ایک ایسی فراست عطا کردی ہے جس کی روشنی میں اس عظیم الشان کارنامے کا اندازہ کرسکتا ہوں جو اسلام کو ایک عالمگیر حقیقت ثابتہ کی حیثیت سے حاصل ہے" (٦)

۲) روحانی بالیدگی کا طریقہ کار

روحانی بالیدگی سے مراد دین اسلام سے وفاداری کا وہ معیار ہے جس میں مسلمان اپنا جان، مال اللہ تعالی کی راہ میں پیش کردیتا ہے عقیدہ توحید پر جس قدر ایمان مضبوط ہوگا اس قدر انسان اللہ کی راہ میں فراخ دلی سے قربانی پیش کرے گا۔ علامہ اقبال کے نزدیک مسلمانوں کی روحانی بالیدگی اور بقا کا تقاضا یہ ہے کہ عقیدہ توحید کی بنیاد پر ایک ہوجائیں۔ وحدت اسلامی کا راز توحید پر کے پختہ ایمان وعمل سے مضبوط ہوتا ہے اس طرز فکر وعمل کے ذریعے ہی مسلمان آپس کے اختلاف وانتشار کو دور کر سکتے ہیں علامہ اقبال توحید کے وحدانی تصور کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی ۔ آج کیا ہے فقط اک مسئلہ علم کلام
روشن اس ضو سے اگر ظلمت کردار نہ ہو۔ خود مسلمان سے پوشیدہ ہے مسلماں کا مقام
میں نے اے میر سپاہ تیری سپہ دیکھی ہے ۔ کل ہو اللہ کی شمشیر سے خالی ہے نیام
آہ اس راز سے واقف ہے نہ ملا نہ فقیہ ۔ وحدت افکار کی بے وحدت کردار ہے خام (۷)

علامہ اقبال کا ایمان کامل اسلام کو مکمل نظام زندگی کے طور پر پیش کرتا ہے آپ نے مسلمانوں کی خوشنودی اور بحثیت قوم بقا کیلئے دین ودنیا پر غور کرنے کا سبق دیا اور آپ نے خدا اور بندے کے درمیان بہترین تعلق کو ایمان کی طاقت اور روح کی بالیدگی قرار دیا آپ نے فرمایا۔

"اسلام وحدت انسانی کو روح اور مادے کے دو الگ الگ شعبوں میں تقسیم نہیں کرتا اسلام میں خدا اور کائنات روح اور مادے، مذہب اور سیاست میں ناخن اور گوشت کا سا باہمی تعلق ہے "(۸)۔

علامہ اقبال نے مسلمان کو فکری آزادی اور فرنگی غلامانہ سوچ سے نجات حاصل کرنے کا سبق دیا فرنگی طریقہ واردات کو مسلمانوں کیلئے انتہائی نقصان دہ قرار دیا نیشنلزم اورعربی وعجمی برتری کا تصور دفن کرنے کا مشورہ دیا فکری زوال کا سدباب دین مصطفوی کے

ذریعے تلاش کرنے کا مشورہ دیا علامہ گروہی تعصبات لسانی اور مذھی گروہ بندی کے نقصانات اس طرح بیان کرتے ہیں ۔

ان تازہ خداوں میں بڑا سب سے وطن ہے ۔ جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے
یہ بت کہ تراشیدہ تہذیب نوی ہے ۔ غارت گر کاشانہ دین نبوی ہے۔
بازو تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے ۔ اسلام تیرا دیس ہے تو مصطفوی ہے (۹)

علامہ اقبال زندگی کی غرض وغایت اسلام کے جدید تقاضوں کے مطابق بنانے کی ضروت پر زور دیتے ہیں آپ اسلام میں تصور قومیت کو بیان کرتے ہوئے اسے قومی زندگی کے لوازمات کے تابع قرار دیتے ہیں اسلام میں قومیت کا مفہوم مدعا اور اس کے اثرات کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"اسلام کی حقیقت ہمارے لئے یہی نہیں ہے کہ وہ ایک مذہب ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ہے اسلام میں قومیت کا مفہوم خصوصیت کے ساتھ چھپا ہوا ہے اور ہماری قومی زندگی کا تصور اس وقت تک ہمارے ذہن میں نہیں آسکتا جب تک ہم اصول اسلام سے پوری طرح باخبر نہ ہوں" (۱۰)

علامہ اقبال نے ملت اسلامیہ کی ٹوٹی ہوئی کشتی کو جس طرح منزل مراد تک پہنچایا ایک مثالی کارنامہ ہے اور اس کارنامے کی بدولت اقبال دین اسلام اور ملت اسلامیہ کے اقبال بن گئے آپ نے اسلامی روایات واقدار کا تحفظ جس فکر کے ذریعے کیا اس کی مثال نہیں ملتی انہوں نے ظلم کے خلاف آواز اٹھائی اور اعلی ترین فکر کا معیار قائم کیا آپ لکھتے ہیں ۔

"قرآن کو بازیچہء تاویل بنا کر ۔ چاہے تو خود اک تازہ شریعت کرے ایجاد
ہے ملک ہند میں اک طرفہ تماشا ۔ اسلام ہے محبوس ، مسلمان ہے آزاد!

علامہ اقبال نے فرمایا تاویل بندی کے بجائے اسلام کو دائمی قوت کے طور پر ایمان کا حصہ بنایا جائے اسے اپنی مرضی کے مطابق نہ بنایا جائے بلکہ اسلام کے احکام کی پابندی کی

جائے علامہ اسلامی تاریخ کی ضرورت واہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں ۔

" آج اگر آپ اپنی نگاہیں اسلام پر مرتکز کردیں اور اس میں جو دائمی قوت آفرین تخیل مضمر ہے اس سے تحریک حاصل کریں تو آپ اپنی پراگندہ قوتوں کی شیرازہ بندی کرلیں گے اپنے کھوئے ہوئے عروج کو دوبارہ حاصل کرلیں گے اور اپنے آپ کو مکمل بربادی سے بچالیں گے "(۱۱)

علامہ اقبال نے قومی احساسات کو عصری تقاضوں کے مطابق عمدہ انداز سے پیش کیا عصری رجحانات اور تقاضے علامہ کے کلام میں منفرد نظر آتے ہیں جو ملت اسلامیہ کو مستقبل سے متعلق بنیاد فراہم کرتے ہیں آپ نے توحید ورسالت پر کامل ایمان کو ملت اسلامیہ کی بقا کی ضمانت قرار دیا عشق رسول اور سنت نبوی مسلمانوں کے لیئے لاثانی پیغام ہے آپ نے فرمایا۔

"مثل بوقید ہے غنچے میں پریشان ہوجا۔ رخت بردوش ہوائے چمنستاں ہوجا
ہے تنک مایہ تو ذرے سے بیابان ہوجا ۔نغمہ موج سے ہنگامہ طوفاں ہوجا۔
قوت عشق سے ہر لپست کو بالا کردے ۔ دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کردے!

علامہ اقبال اسلامی ممالک کی معاشرتی حالت پر فکرمند تھے نئی نسل کی مغرب پرستی اور لادینی نظریات کی طرف رغبت ان کیلیئے سخت تکلیف تھی مسلمانوں کی موجودہ نسل کی دینی تقاضوں کے مطابق تربیت اور مستقبل کے تقاضوں سے انھیں آگاہ کرنا علامہ اقبال کا خواب ہے آپ ۲۴/اپریل ۱۹۲۶ کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

"میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ میرے دل میں ممالک اسلامیہ کے موجودہ حالات دیکھ کر بے انتہا اضطراب پیدا ہو رہا ہے ذاتی لحاظ سے خدا کے فضل وکرم سے میرا دل پورا مطمئن ہے یہ بے چینی اور اضطراب محض اس وجہ سے ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ نسل گھبرا کر کوئی اور راستہ اختیار نہ کرلے "(۱۳)

علامہ اقبال سیاسی زندگی سے متعلق قرآنی اصول سیاست پر زور دیتے ہیں جس میں اطاعت صرف اللہ کی ہے اور اس کے بعد شریعت اسلامیہ کے پابند خلیفہ کی ہے اس کی بنیاد

روحانی ہے اس میں اللہ تعالی سے وفاداری کا عہد کیا جاتا ہے اور انسان اپنی فطرت سے وفاداری اور وفاشعاری کے ذریعے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے علامہ اقبال الہیات اسلامیہ کی تشکیل جدید" میں فرماتے ہیں۔

"اصول توحید کو نوع انسانی کی ذہنی اور جذباتی زندگی میں ایک زندہ عنصر بنانے کا واحد عملی طریقہ اسلام کو بحیثیت ایک سیاسی نظام کے اپنانا ہے توحید اللہ کی وفاداری کا مطالبہ کرتی ہے نہ کہ تخت وتاج کی وفاداری کا اور چونکہ خدا زندگی کی حتمی روحانی بنیاد ہے اس لئے خدا سے اس کی وفاداری درحقیقت خود انسان کی مثالی فطرت سے وفاداری کے مترادف ہے" (۱۴)

علامہ اقبال عقیدہ توحید اور تہذیب اسلامی کو نہایت اہمیت دیتے ہیں ان دونوں کا تعلق انسان کے فکری رویے سے ہے یہی انسان کی امتیازی علامت ہے جو اسے دوسرے ادیان ومذاہب اور تہذیب وتمدن سے انفرادیت عطا کرتی ہے انسان اجتماعیت کے اصول کو قرآن وحدیث سے اخذ کرتا ہے مقاصد زندگی کے اعتبار سے اس کی تمام مصروفیات روحانی بالیدگی حاصل کرنے کیلئے ہیں اقبال فرماتے ہیں۔

"یقین مثل خلیل آتش نشینی ۔ یقین ، اللہ مستی ، خود گزینی
سن اے تہذیب حاضر کے گرفتار ۔ غلامی سے ابتر ہے بے یقینی

اقبال کی شاعری آفاقی صداقتوں کی حامل ہے نثر میں اقبال کی تحریریں قرآن وحدیث کا عکس ہیں ان تحریروں میں تہذیب وتمدن کے بے مثال اصول بیان کئے گئے ہیں جو اقبال مسلمان معاشرے میں نافذ کرنے کے خواہش مند ہیں آپ فرماتے ہیں:

"فی الحقیقت جس چیز کو اہمیت حاصل ہے وہ مسلمان کا عقیدہ تہذیب اور اس کی تاریخی روایات ہیں میری نگاہ میں یہ چیزیں اس قابل ہیں کہ جن کی خاطر آدمی کا جینا اور مرنا تاکہ کہ زمین کا وہ ٹکڑا جس کے ساتھ عارضی طور پر روح انسانی کا رابط ہوگیا ہو قابل احترام ہے" (۱۵)

علامہ اقبال نے مسلم امہ کو قرآن مجید میں غور وفکر اور تدبر کی تاکید کی ہے قرآن

مجید مسلمانان عالم کی وحدت فکر اور طرز عمل کا ترجمان ہے جو ابد تک مسلمانوں کی رہنمائی کی ضمانت دیتا ہے اقبال فرماتے ہیں:

"آں کتاب زندہ قرآن حکیم ۔ حکمت او لایزال است وقدیم

علامہ کی نظر میں اللہ سے تعلق کا جذبہ ہر قسم کے شکوک وشبہات سے انسان کو نجات دلاتا ہے وطن سے محبت اور جان مال نچھاور کرنے کا طریقہ اور نتیجہ بتاتا ہے اجتماعی زندگی کی تلقین کرتا ہے اقبال فرماتے ہیں:

"وطن سے محبت رکھنا اور اس کی عزت کیلئے مرنا مسلمانوں کیلئے جزوایمان ہے مگر وطنیت اس وقت اسلام سے ٹکراتی ہے جب یہ ایک سیاسی تصور کی حیثیت سے کام کرتی ہے اور انسانی اجتماعیت کا اصول ہونے کا دعوی کرتی ہے اور وہ بھی اس مطالعے کے ساتھ کہ اسلام پیچھے ہٹ کر محض ایک انفرادی رائے کی حیثیت سے پس منظر میں چلا جائے اور قومی زندگی میں ایک عامل کی حیثیت سے باقی نہ رہے" (۱۶)

۳۔ اصلاح تمدن کا لائحہ عمل

علامہ اقبال اسلامی تہذیب وتمدن کے آثار وباقیات کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اسلامی معاشرے کا عروج وزوال اور اس کے اسباب ونتائج پر علامہ کی گہری نظر ہے یہ موضوع آپ کے پسندیدہ موضوعات میں سرفہرست ہے علامہ اصلاح تمدن کے سوال پر اپنی مستند رائے رکھتے ہیں پروفیسر محمد انور صادق آپ کی رائے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"مسلمانوں میں اصلاح تمدن کا سوال درحقیقت ایک مذہبی سوال ہے کیونکہ اسلامی تمدن اصل میں مذہب اسلام کی عملی صورت کا نام ہے اور ہماری تمدنی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جو اصول مذہب سے جدا ہوسکتا ہو" (۱۷)

علامہ اقبال عالم اسلام کے درمیان فروعی اختلافات اور ان کے نتائج پر غور کے بعد برصغیر کے مسلمانوں کو اس خدمت پر معمور دیکھنا چاہتے ہیں جس میں فروعی اختلافات کے خاتمے کی کوششیں شامل ہوں آپ اپنے ہم عصر علمائے کرام سے اپنی رائے کے متعلق

تائید حاصل کرنے کیلئے سید سلیمان ندوی سے رابطہ کر کے انھیں تدوین فقہ کی ضرورت واہمیت کا احساس دلاتے ہیں آپ لکھتے ہیں۔

"اس وقت مذہبی اعتبار سے دنیائے اسلام کو رہنمائی کی ضرورت ہے اور میرا یہ عقیدہ ہے کہ ہندوستان کے بعض علماء اس کام کو باحسن وجوہ انجام دے سکتے ہیں سیاسی اعتبار سے تو ہم باقی اقوام اسلامیہ کو کوئی ایسی مدد نہیں دے سکتے ہاں دماغی اعتبار سے ان کیلئے بہت کچھ کیا جاسکتا ہے "(۱۸)

علامہ اقبال ہندوستانی مسلمانوں میں نیشلزم کے اثرات اور مستقبل میں اس کے بھیانک نتائج کو بخوبی سمجھتے تھے مسلمانوں کی اپنی تمدنی روایات اور اسلامی فکر کے آداب ہیں اسلامی نظام قومیت کی مشابہت کسی مذہب تہذیب میں نہیں ۱۸ر مارچ ۱۹۲۸ء آپ سید سلمان ندوی کو اپنے خدشات سے آگاہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں "اسلام کا ہندوں کے ہاتھ بک جانا گوارانہیں ہوسکتا افسوس اہل خلافت اپنی اصل راہ سے دور جاپڑے ہیں وہ ہم کو ایک ایسی قومیت کی راہ دکھا رہے ہیں جس کو کوئی مخلص مسلمان ایک منٹ کیلئے بھی قبول نہیں کرسکتا"(۱۹)

علامہ اقبال مسلمانان عالم اور خصوصیت کے ساتھ برصغیر کے مسلمانوں کی بدلتی ہوئی سوچ اور اس کی وجوہات پر غور وفکر کے بعد اپنی رائے پیش کرتے ہیں جس میں مسلمانوں کی زبوں حالی کا ذکر ہے اس فکر میں زوال امت کے آثار نظر آتے ہیں۔ آپ حکیم الامت کی حیثیت سے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"میں نے مسلمانوں اور ہندوں کی گزشتہ دماغی تاریخ اور موجودہ حالت پر غور کیا ہے میرا عقیدہ ہے کہ ان کا اصل مرض قوائے حیات کی توانائی میں ضعف ہے اور یہ ضعف زیادہ تر ایک خاص قسم کے لٹریچر کا نتیجہ ہے جو ایشیاء کی بعض قوموں کی بدنصیبی سے ان میں پیدا ہو گیا ہے جس نقطہ خیال سے یہ قومیں زندگی پر نظر ڈالتی ہیں وہ نقطہ خیال صدیوں سے مقتضی مگر حسین وجمیل ادبیات سے محکم ہو چکا ہے اور اب حالات حاضرہ اس امر کے متقضی ہیں کہ اس نقطہ خیال کی اصلاح کی جائے (۲۰)

علامہ اقبال اپنے فکری وتمدنی تعارف میں جس نظریے کو پیش کرتے ہیں وہ ابدی

ہے وہ عالم انسانیت کیلئے ہے جس میں انسانی مساوات اور احترام انسانیت موجود ہے اس کا تعلق کسی علاقائی، لسانی، نسلی گروہ سے نہیں اسلام اور مسلمان لازم وملزوم ہیں آپ فرماتے ہیں۔

"اسلامی تصور ہمارا وہ ابدی گھر اور وطن ہے جس میں ہم اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔ جو نسبت انگلستان کو انگریزوں سے ہے اور جرمن کو جرمنوں سے ہے وہی اسلام کو ہم مسلمانوں سے ہے جہاں اسلامی اصول یا ہماری مقدس روایات کی اصطلاح میں خدا کی رسی ہمارے ہاتھ سے چھوٹی اور ہماری جماعت کا شیرازہ بکھرا" (۲۱)

علامہ اقبال مسلمانوں کے درمیان ایسے بین الاقوامی امن کی ضرورت کا نقشہ پیش کرتے ہیں جس میں اسلامی مما لک کے مسلمان آپس کے اختلافی مسائل مل کر حل کرسکیں اس نقطہ نظر کے عملی اطلاق کیلئے مسلمانوں کی "لیگ آف نیشنز" کے قیام پر زور دیتے ہیں جس میں تمام اسلامی مما لک کو برابر سطح پر اہمیت حاصل ہو آپ فرماتے ہیں

"اللہ تعالی مسلمانوں پر اس حقیقت کو منکشف کررہا ہے کہ اسلام نہ نسلی جغرافیائی یا لسانی قومیت ہے اور نہ کوئی عالمگیر سامراج اصل میں ضرورت اسلامی اقوام کے حلیفانہ اتحاد کی ہے اب اسلام مسلمانوں کی "لیگ آف نیشنز" کا تقاضا کررہا ہے" (۲۲)

علامہ اقبال کی نظر میں مسلمانوں کا مثالی تمدن قائم کرنے کیلئے ان کے درمیان حلیفانہ اتحاد ضروری ہے آپ ایسے اداروں کے قیام پر زور دیتے ہیں جن کے ذریعے جملہ اختلافی مسائل کے حل میں مدد مل سکے اس کیلئے آپ یونائیٹڈ نیشن کی طرز پر "اسلامی لیگ آف نیشنز" کا تصور پیش کرتے ہیں جو آپ کا خواب اور مسلمانوں کے بقا کی ضمانت ہے۔

۴۔ عالم اسلام کی دفاعی حکمت عملی

علامہ اقبال اسلامی تصور قومیت اور اس کے عملی تقاضوں سے متعلق مسلمانوں کو اقوام عالم میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہیں انھیں احساس کمتری سے نکال کر ذمہ دار اور باوقار قوم کی حیثیت سے اپنا مقام واستحکام یاد دلاتے ہیں آپ کے نزدیک انسانیت کا تحفظ اور دنیا میں امن کی ضمانت مسلمان دے سکتے ہیں آپ فرماتے ہیں:

"مجھے یقین ہے ہمارا وجود اقوام عالم میں اس لیے ازبس ناگزیر ہے کہ فقط ہم ہی توحید باری تعالیٰ کے داعی ہیں اس اعتبار سے اقوام عالم میں ہماری اہمیت خالصا شہادتی نوعیت کی ہے" (۲۳)

علامہ اقبال قوم کی تربیت فکر وعمل پر زور دیتے ہیں فکر وعمل کے اعتبار سے جس قدر ذہنی بالیدگی ہوگی قوت فیصلہ اور حوصلہ عروج پر ہوگی علامہ اس طرح کی سوچ اور فکر وعمل کو قوم کا اثاثہ قرار دیتے ہیں اور اس کی فراہمی پر زور دیتے ہیں اس کیلئے قومی مقاصد زندگی کو اپنے عمل سے ثابت کرنے پر زور دیتے ہیں جس کے باعث مستقبل میں مثالی اشخاص قابل تحسین فیصلے کرتے ہیں جس سے قوم کی تقدیر بنتی ہے آپ لکھتے ہیں

"یہ اجتہاد فکر وعمل کوئی معمولی چیز نہیں بلکہ یہ تو حیات انسانی میں غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے اسی سے قومیں اضمحلال وانحطاط سے محفوظ زندہ وجواں رہتی ہیں نیز ترقی کی راہ پر گامزن رہتے ہوئے حیرت انگیز کارنامے انجام دیتی ہیں" (۲۴)

علامہ اقبال قومی یک جہتی کو امت کی تشکیل کیلئے بنیاد تصور کرتے ہیں یہ اعتقادات کی قوت ہے جو قوم میں اتحاد واتفاق کی علامت کے طور پر تعمیر کردار کی ضمانت ہے یہ قوت انفرادی واجتماعی رہنمائی کا ذریعہ ہوتی ہے یہ طاقت فکر وعمل مسلمانوں میں لادینی نظریات کے باعث پھیلنے والی مایوسی کو روکتی ہے علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

"ایسا دستور العمل صرف معتقدات پر مبنی ہوسکتا ہے جس سے عالم انسانی کی جذباتی زندگی اور اس کے افکار میں یک جہتی اور ہم آہنگی پیدا ہوسکتی ہے جو ایک امت کی تشکیل اور بقا کیلئے ضروری ہے اس سے ہٹ کر جو راہ اختیار کی جائے گی وہ راہ لادینی راہ ہوگی اور شرف انسانی کے خلاف ہوگی" (۲۵)

علامہ اقبال کے نزدیک اتحاد واتفاق میں تمام مسائل کا حل ہے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں قوم تعصبات جیسے نقصان دہ طرز عمل سے محفوظ رہتی ہے انتشار سے آزاد ملی اتحاد اور نصب العین ہی سب سے قیمتی متاع ہے اقبال فرماتے ہیں:

یہی مقصود فطرت ہے، یہی رمز مسلمانی، اخوت کی جہانگیری، محبت کی فراوانی

بتان رنگ وخوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا ۔ نہ تو رانی رہے باقی نہ رایرانی نہ افغانی"(۲۶)

۵۔ عالمگیر نظریاتی کشمکش

عالمی سطح پر اقوام عالم مٰیں نظریاتی کشمکش نت نئی تبدیلیوں کا باعث بن رہی ہے میدان جنگ کی بجائے میڈیا کے ذریعے قوم کو تباہ کرنے کا طریقہ کار اس قدر سفاک ہے کہ نئی نسل بزرگوں کے احترام سے گریزاں ہو رہی ہے اس طرح ایسے افراد کا قوم میں اضافہ ہوتا جارہا ہے جو غیر سنجیدہ اور غیر ذمہ دار ہیں میڈیا عوام کی ذہن سازی اور کردار کی پختگی کی بجائے ذہنی تخریبی عمل میں مصروف ہے یہ حال تمام اسلامی مما لک کا ہے عالم اسلام کی اخلاقی صورت حال نہایت تکلیف دہ ہے علامہ اقبال خصوصیت کے ساتھ قوم کے اس زیاں اور اس کے نتائج سے آگاہ ہیں اور انھیں بچانے کی فکر ہے آپ فرماتے ہیں۔

"میرے نزدیک حکومت اور طرز حکومت عوام کے کردار کی تشکیل میں فیصلہ کن رول ادا کرتے ہیں اور اسی قوت کے چھن جانے سے قوموں کے کردار تباہ ہو جایا کرتے ہیں جب سے ہندوستان کے مسلمانوں کا سیاسی زوال شروع ہوا ہے ان کا اخلاقی انحطاط بڑھتا ہی چلا گیا ہے اسلام محض ایک مذہبی نظریے کا نام نہیں ہے اسلام ہمارے لئے ایک وسیع مطلب کا حامل ہے ہماری نظر میں اسلام کا حتمی مقصد ایک ملک ہے جس میں ہم اسلامی شعار کے مطابق زندگی بسر کرسکیں"(۲۷)

عالمی انتشار و جنگ وجدل میں ملت اسلامیہ کا مقام ومرتبہ امن کا قیام اور اس کی تکمیل سے وابستہ ہے اسلامی مما لک میں باہمی اختلافات اتحاد کی تمام کوششوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں علامہ ان نتائج سے آگاہ کرتے ہیں آپ مغربی تصور اتحاد سے بخوبی واقف ہیں آپ فرماتے ہیں۔

"مغربی اور وسطی ایشیاء کی مسلمان قوتیں اگر متحد ہوگئیں تو بچ جائیں گی اور اگر ان کے اختلافات کا تصفیہ نہ ہو سکا تو اللہ حافظ ہے مضامین اتحاد کی سخت ضرورت ہے میرا عقیدہ یہی ہے کہ اتحاد ہو گا اور دنیا پھر ایک دفعہ جلال اسلامی کا نظارہ کرے گی"(۲۸)

علامہ اقبال اتحاد عالم انسانی اور اتحاد بین المسلمین کے سب سے بڑے داعی ہیں

بین الاقوامی اصول سیاست احترام اور افہام وتفہیم کے ذریعے وحدت انسانی کا جذبہ پیدا کرتے ہیں اسلام ہر قسم کے انسانیت سوز عمل کی خلاف ہے ۔ آپ کے اس جذبے کا اظہار پروفیسر ممتاز حسین اس طرح بیان کرتے ہیں ۔

"عالمی وحدت اور وحدت انسانیت کے ایک زبردست مبلغ اور ہر قسم کی نسل پرستی جو بین الاقوامی افہام وتفہیم یا وحدت انسانیت میں حائل ہو اس کے سخت مخالف تھے وہ اپنی فکر میں ایک اجتہاد مجسم اور اپنے جذبہ میں ایک عاشق انسانیت تھے "(۲۹)

۶۔ عالم اسلام کے امکانات

علامہ اقبال عالم اسلام کے مستقبل سے مایوس نہیں آپ کا ہر پیغام احیائے اسلام اور استحکام مسلمان کیلئے ہے چند ایسے مسائل خاص طور پر آپ کیلئے توجہ طلب ہیں جو اسلامی سیاسی فکر کے اعتبار سے مثبت سوچ کے بجائے منفی سوچ کی آبیاری کرتے ہیں اس میں علمائے کرام کا مسلک کی تدریس وتفہیم دین میں غیر سنجیدہ انداز قابل ذکر ہے علامہ اس سوچ کی طرف توجہ مبذول کراتے ہوئے قوموں کی تقدیر کیلئے اسے اہم قرار دیتے ہیں ۔

"ہمارے زمانے کے علماء نہیں سمجھتے تو یہ کہ قوموں کی تقدیر اور ہستی کا دارومدار اس امر پر نہیں کہ ان کا وجود کہاں تک منظّم ہے بلکہ اس بات پر ہے کہ افراد کی ذاتی خوبیاں کیا ہیں قدرت اور صلاحیت یوں بھی جب معاشرہ حد سے زیادہ منظّم ہوجائے تو اس میں فرد کی ہستی سرے سے فنا ہوجاتی ہے وہ اپنے گردوپیش کے اجتماعی افکار کی دولت سے مالامال ہوجاتا ہے لیکن اپنی حقیقی روح کھو بیٹھتا ہے "(۳۰)

علامہ اقبال انسانی کوششوں کو عالم انسانی کی ترقی کا ذریعہ اور انسان کی برتری کا تصور نیز کامیاب تہذیبی ارتقاء گردانتے ہیں آپ خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں میں وہ جوہر دیکھنے کے آرزومند ہیں جس کے ذریعے مسلمانوں کی روحانی بالیدگی حاصل ہو اور وہ اپنی تقدیر کو خود بناسکیں آپ فرماتے ہیں۔

"اسلام کا معنی ومنشا اور اس کی تقدیر فی الحقیقت کیا ہے؟ عالم انسانی کو آج تین چیزوں کی ضرورت ہے کائنات کی روحانی تعبیر، فرد کا روحانی استخلاص اور وہ بنیادی اصول جن

کی نوعیت عالمگیر ہو اور جن سے انسانی معاشرے کا ارتقاء روحانی اساس پر ہوتا رہے "(۳۱)
.علامہ اقبال اپنے دور کے بدلتے ہوئے حالات پر گہری نظر رکھتے تھے اس میں متعدد نوعیت کے فکری مسائل جو مسلمانوں میں نفاق کا سبب بنتے ہیں آپ نے روایتی انداز فکر پر تنقید کر کے علمائے کرام کو نئی سوچ کی طرف راغب کیا تا کہ قرآن وحدیث کی مدد سے اور اجتہاد کے ذریعے حالات کو بہتر بنایا جائے آپ اس رائے کا ذکر علمائے کرام سے احترام کے ساتھ کرتے ہیں۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

"قدامت پسند طبقہ ان مسائل سے عہدہ برا نہیں ہوسکتا اس لیے کہ وہ ان کی نوعیت ماہیت سے بے خبر ہے وہ ان مطالبوں اور تقاضوں کی تسلی وتشفی نہیں کرسکتا کیونکہ ان کے محرکات اور ردعمل سے لاعلم ہے" (۳۲)

علامہ اقبال طلب علم میں اپنے ہم عصر علماء سے تبادلہ خیال کو ضروری خیال کرتے تھے آپ اسلام کو جدید نظام فکر اور نظام زندگی کے طور پر پیش کرنے کی خواہش اور قابل نفاذ تصور کرتے تھے آپ نے مکمل ضابطہ حیات کے طور پر اسلام کو بطور ماڈل کے پیش کیا مسلمانوں کو ہمیشہ مشورہ دیا کہ اسلام کو اجتہاد کے ذریعے قابل عمل بنائیں جس سے انسانی عمل میں آسانی ہو ۱۵رجنوری ۱۹۳۴ کو سید سلیمان ندوی کو اپنے خط میں لکھتے ہیں۔

"نظام عالم ایک نئی تشکیل کا محتاج ہے ان حالات میں ااپ کے خیال میں اسلام ایک جدید تشکیل کا کہاں تک ممد ہوسکتا ہے اس مبحث پر اپنے خیالات سے مستفیض فرمائیے اور اگر کوئی کتابیں ایسی ہوں جن کا مطالعہ اس ضمن مٰن مفید ہو تو ان کے ناموں سے آگاہ فرمائیے (۳۳)

علامہ اقبال مسلمانوں کے زوال فکر سے درد دل رکھتے تھے حالات زمانہ بین الاقوامی سیاست اور مسلمانوں کی زبوں حالی وبے چارگی پر انھیں دکھ تھا وہ ہمیشہ ان اسباب کا ذکر کرتے تھے جو ان کے زوال کا باعث بنے ہیں اور جن سے آئندہ انھیں نقصان پہنچنے کا احتمال ہے آپ فرماتے ہیں۔

"ہم سب انحطاط کے زمانے کی پیداوار ہیں اور انحطاط کا سب سے بڑا جادو یہ ہے کہ یہ اپنے تمام عناصر واجزاواسباب اپنے شکار (خواہ وہ شکار کوئی قوم ہو خواہ فرد) کی نگاہ

میں محبوب ومطلوب بنادیتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بدنصیب شکار اپنے تباہ وبرباد کرنے والے اسباب کو اپنا بہترین مربی تصور کرتا ہے"(۳۴)

علامہ اقبال مسلمانوں کے مستقبل کیلئے قوم پرستی کو نقصان دہ سمجھتے تھے۔ آپ اسلامی سیاست وحکومت میں ایسی کسی سوچ کا عمل دخل نقصان دہ سمجھتے تھے جس میں انفرادی تکبر اور اجتماعی طاقت کو انصاف کے اصولوں کے خلاف استعمال کیا جائے آپ کی رائے کو پیش نظر رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ اسلامی تصور قومیت کو مضبوطی سے تھام لیا جائے۔ سید اسد کیلانی آپ کے خیالات کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"علامہ اقبال دین اور وطنیت کے تصادم کے باریک مقام کو بھی خوب سمجھتے تھے اور مسلمانوں کے معیار پر اسلام کو نہیں پرکھتے تھے جیسا کہ بعض قوم پرست مسلمان کیا کرتے ہیں بلکہ اسلام کے معبار پر مسلمانوں کو پرکھتے تھے جو قرآن وسنت کا معیار ہے ان کے خوابوں میں اسلامی ریاست تھی وہ مسلمانوں کی قومی ریاست نہیں تھی بلکہ ایک اسلامی ریاست تھی جو مضبوط واضح ٹھوس اصولوں اور مستقل نظریات پر قائم تھی وہ مسلمانوں کی ہر جدوجہد کا مقصود صرف احیاء دین کو ہی دیکھنا چاہتے تھے"(۳۵)

حوالہ جات

۱۔ پروفیسر رحیم بخش شاہین ارمغان اقبال اسلامک پبلیکشنز لاہور ۱۹۹۱ صفحہ ۱۳

۲۔ جاوید اقبال شزرات فکر اقبال مترجم ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی مجلس ترقی ادب لاہور طبع اول ۱۹۸۳ صفحہ ۸۵

۳۔ پروفیسر رحیم بخش شاہین ارمغان اقبال اسلامک پبلیکیشنز لاہور ۱۹۹۱ صفحہ ۲۱

۴۔ محمد اقبال (علامہ ڈاکٹر) کلیات اقبال اردو، بانگ درا، اقبال اکیڈمی پاکستان لاہور اشاعت اول ۱۹۹۰ صفحہ ۲۲۱

۵۔ بیدار ملک اقبال اور کریسنٹ بزم اقبال لاہور ۱۹۸۸ صفحہ ۲۱

۶۔ ڈاکٹر سید اسد گیلانی تصورات اقبال فیروز سنز لاہور ۱۹۹۱ صفحہ ۸۸

۷۔ محمد اقبال (علامہ ڈاکٹر) کلیات اقبال اردو، بانگ درا، اقبال اکیڈمی پاکستان لاہور اشاعت اول ۱۹۹۰ صفحہ ۱۷

۸۔ سید اسد گیلانی (ڈاکٹر) تصورات اقبال فیروز سنز لاہور ۱۹۹۱ صفحہ ۸۹

۹۔ محمد اقبال (علامہ ڈاکٹر) کلیات اقبال اردو، بانگ ورا، اقبال اکیڈمی پاکستان لاہور اشاعت اول ۱۹۹۰ صفحہ ۱۷

۱۰۔ سید اسد گیلانی (ڈاکٹر) تصورات اقبال فیروز سنز لاہور ۱۹۹۱ صفحہ ۹۰

۱۱۔ سید اسد گیلانی (ڈاکٹر) تصورات اقبال فیروز سنز لاہور ۱۹۹۱ صفحہ ۹۹

۱۲۔ محمد اقبال (علامہ ڈاکٹر) کلیات اقبال اردو، بانگ درا، اقبال اکیڈمی پاکستان لاہور اشاعت اول ۱۹۹۰ صفحہ ۲۲۰

۱۳۔ مکاتیب سر محمد اقبال بنام سید سلیمان ندوی، مرتب، سید سفقت رضوی، مکتبہ شاہکار علی گڑھ کالونی کراچی، ۱۹۹۲ صفحہ ۸۲

۱۴۔ سید اسد گیلانی (ڈاکٹر) تصورات اقبال فیروز سنز لاہور ۱۹۹۱ صفحہ ۹۱

۱۵۔ سید اسد گیلانی (ڈاکٹر) تصورات اقبال فیروز سنز لاہور ۱۹۹۱ صفحہ ۹۸

۱۶۔ سید اسد گیلانی (ڈاکٹر) تصورات اقبال فیروز سنز لاہور ۱۹۹۱ صفحہ ۹۹

۱۷۔ وحید عشرت، ڈاکٹر، مرتب، اقبال ۱۹۸۴، اقبال اکیڈمی لاہور ۱۹۸۶ صفحہ ۳۷۸

۱۸۔ محمد حامد افکار اقبال، اقبال اکیڈمی لاہور ۱۹۸۶ صفحہ ۱۲۳

۱۹۔ سید سفقت رضوی، سید مرتب مکاتیب سر محمد اقبال بنام سید سلیمان ندوی، مکتبہ شاہکار ا/۹ علی گڑھ کالونی کراچی ۱۹۹۲ صفحہ ۸۸

۲۰۔ شاہدہ یوسف، پروفیسر، اقبال کا شعری وفکری مطالعہ، نظریہ پاکستان اکیڈمی جو ہر ٹاون لاہور ۱۹۹۹ صفحہ ۸۸

۲۱۔ سید اسد گیلانی (ڈاکٹر) تصورات اقبال فیروز سنز لاہور ۱۹۹۱ صفحہ ۸۹

۲۲۔ خلیفہ عبد الحکیم ڈاکٹر فکر اقبال بزم اقبال لاہور، ۱۹۸۰ صفحہ ۸۴۲

۲۳۔ جاوید اقبال ڈاکٹر مئے لالہ فام، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۶۶ صفحہ ۹۷

۲۴۔ نصیر احمد ناصر، ڈاکٹر، اقبال اور جمالیات، اقبال اکیڈمی، کراچی ۱۹۶۱ صفحہ ۳۹۹

۲۵۔ سید اسد گیلانی (ڈاکٹر) تصورات اقبال فیروز سنز لاہور ۱۹۹۱ صفحہ ۹۲

۲۶۔ محمد اقبال (علامہ ڈاکٹر) کلیات اقبال اردو، بانگ درا، اقبال اکیڈمی پاکستان لاہور اشاعت اول ۱۹۹۰ صفحہ ۳۰۰

۲۷۔ سید اسد گیلانی (ڈاکٹر) تصورات اقبال فیروز سنز لاہور ۱۹۹۱ صفحہ ۹۳

۲۸۔ معین الدین عقیل ڈاکٹر اقبال اور جدید دنیا اسلام مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور، ۱۹۸۶ صفحہ ۲۰۴

۲۹۔ وحید عشرت، ڈاکٹر مرتب اقبال ۱۹۸۴ اقبال اکیڈمی لاہور ۱۹۸۶ صفحہ ۲۸۰

۰ ۔ محمد احمد خان اقبال اور مسئلہ تعلیم اقبال اکیڈمی لاہور، ۱۹۷۷ صفحہ ۲۹۱

۳۱۔ اقبال (علامہ ڈاکٹر) تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ ترجمہ نذیر نیازی بزم اقبال لاہور طبع چہارم ۱۹۹۰ صفحہ ۲۷۶

۳۲۔ محمد احمد خان اقبال اور مسئلہ تعلیم اقبال اکیڈمی لاہور، ۱۹۷۷ صفحہ ۲۹۴

۳۳۔ شفقت رضوی، سید، مرتب، کاتیب اقبال بنام سید سلیمان ندوی، مکتبہ شہکار ا/۹ علی گڑھ کالونی کراچی ۱۹۹۲ صفحہ ۱۰۰

۳۴۔ شاہدہ یوسف پروفیسر، اقبال کا شعری وفکری مطالعہ نظریہ پاکستان اکیڈمی جوہر ٹاون لاہور ۱۹۹۹، صفحہ ۹۲

۳۵۔ سید اسد گیلانی ڈاکٹر تصورات اقبال فیروز سنز لاہور ۱۹۹۱ صفحہ ۸۷